AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No.2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جرح وتعدیل میں غیر اسنادی قرائن کا کردار: متقدم محدثین کے مناہج کا تقابلی و تطبیقی مطالعہ

The Role of Non-Isnad Indicators in Jarh wa-Ta'dil: A Comparative and Applied Study of the Methods of Early Hadith Critics

Dr Waleed Khan
Lecturer, Institute of Arabic & Islamic Studies
GC Woman university Sialkot
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com

Dr. Muhammed Abid Nadeem
Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, GC University Lahore
Email: muhammadabid36@hotmail.com
dr.mabidnadeem@gcu.edu.pk

Dr. Mahmood Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
NCBA&E, DHA Campus, Lahore
Email: muftimehmoodahmad3@gmail.com

ABSTRACT
This study examines the role of non-isnad indicators (qara'in ghayr isnadiyya) in the science of jarh wa-ta'dil, the evaluation of hadith transmitters, as practised by the early hadith critics. A common assumption, voiced in the work of Ignaz Goldziher and later orientalist scholarship, holds that Muslim critics concentrated on the personal reliability of narrators and neglected the internal and contextual assessment of reports. The article tests this claim through a comparative and applied methodology. It first defines the concept of the indicator (qarina) and distinguishes four categories of non-isnad evidence: moral and behavioural, historical and geographical, cognitive and performative, and textual (matn-related). It then compares the approaches of the Basran critics Shu'ba, Yahya al-Qattan and Ibn Mahdi, the Medinan position of Malik, the Baghdadi circle of Ahmad, Ibn Ma'in and Ibn al-Madini, the methods of al-Bukhari and Muslim, and the Rayy school of Abu Hatim and Abu Zur'a. Four applied cases are analysed: the controversy over 'Ikrima, the regional differentiation in the narrations of Isma'il b. 'Ayyash, the chronological division of Ibn Lahi'a's transmission, and the hadith concerning night prayer and facial radiance associated with Thabit b. Musa. Using a thesis–evidence–counterargument–synthesis structure, the study argues that early critics employed indicators as a disciplined second layer of verification rather than as arbitrary intuition. Such indicators are most reliable when they are independently attested, converge with other evidence, and are applied to qualified judgements instead of absolute verdicts. At the same time, the article identifies the risks of subjectivity, regional bias and over-reliance on single indicators. It concludes by proposing a five-stage model for the contemporary use of non-isnad indicators in narrator criticism, thereby contributing to current debates on the methodological coherence of classical hadith criticism. These findings refine current understanding of early Muslim methods of transmitter evaluation.
Keywords: Jarh wa-Ta'dil, Non-Isnad Indicators, Hadith Criticism, 'Ilal, Early Muhaddithun

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No.2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تعارف

علمِ جرح وتعدیل اسلامی علمی روایت کا وہ شعبہ ہے جس نے راویوں کے احوال کی جانچ کو باقاعدہ ضابطۂ نقد کی صورت دی۔ ابتدا ہی سے اس علم کا بنیادی مقصد روایت کے سلسلے کو اس شخصی اور علمی ضمانت کا پابند بنانا تھا جو خبر کے قابلِ قبول ہونے کی شرط ہے۔ امام مسلم نے اپنے مقدمے میں محمد بن سیرین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ پہلے اسناد کے بارے میں نہیں پوچھتے تھے، مگر جب فتنہ برپا ہوا تو کہنے لگے کہ اپنے رجال کے نام بتاؤ۔[1] اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسناد کی جانچ ایک تاریخی ضرورت کے تحت وجود میں آئی اور اس کی بنیاد راویوں کے شخصی احوال کی تحقیق پر رکھی گئی۔

تاہم یہ تصور کہ متقدم محدثین کا پورا منہج صرف راویوں کے عدالت وضبط کے فیصلوں تک محدود تھا، تحقیق طلب ہے۔ اگناز گولڈ زیہر نے اپنی تحقیق میں یہ رائے قائم کی کہ مسلم ناقدین کی توجہ زیادہ تر سند اور راوی پر مرکوز رہی اور متن کی داخلی جانچ کو نسبتاً کم اہمیت ملی۔[2] یہ رائے بعد کی مغربی تحقیق میں بھی کسی نہ کسی صورت دہرائی جاتی رہی ہے۔ اس کے برعکس مسلم محققین، مثلاً صلاح الدین الادلبی اور محمد طاہر الجوابی نے متقدم محدثین کے ہاں متن کے نقد کے ضوابط کو تفصیل سے مدوّن کیا ہے۔[3]

زیرِ نظر مقالے کا مرکزی سوال یہ ہے کہ متقدم محدثین نے جرح وتعدیل کے عمل میں ان قرائن کو کس حد تک استعمال کیا جو براہِ راست سند کے ظاہری معائنے سے باہر ہیں، اور کیا یہ استعمال کسی منظم ضابطے کے تحت تھا یا محض ذاتی حدس پر مبنی۔ مقالے کا بنیادی مقدمہ (Thesis) یہ ہے کہ غیر اسنادی قرائن متقدمین کے ہاں تصدیق کی ایک دوسری، منضبط پرت کی حیثیت رکھتے ہیں؛ یہ قرائن اس وقت سب سے زیادہ معتبر ہوتے ہیں جب وہ بذاتِ خود قابلِ تصدیق ہوں، دیگر شواہد سے ہم آہنگ ہوں اور مطلق احکام کے بجائے مقید فیصلوں کی بنیاد بنیں۔ تحقیق تقابلی و تطبیقی منہج اختیار کرتی ہے، اور استدلال کا ڈھانچہ مقدمہ، شواہد، اعتراض اور تطبیق پر قائم ہے۔

اس موضوع پر موجود ادب تین دائروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دائرہ کلاسیکی مصادر کا ہے، جن میں ابن ابی حاتم کی تقدمۃ المعرفۃ، خطیب بغدادی کی الکفایہ، ابن رجب کی شرح علل الترمذی اور ابن حجر کی نزہۃ النظر نمایاں ہیں۔ دوسرا دائرہ جدید مسلم تحقیق کا ہے، جس میں نور الدین عتر اور ڈاکٹر محمود احمد غازی کی تحریریں قابلِ ذکر ہیں۔[4] تیسرا دائرہ مغربی تحقیق کا ہے، جس میں ایرک ڈکنسن نے ابن ابی حاتم کے تقدمہ کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا اور سکاٹ لوکس نے ابن معین، ابن حنبل اور ابن سعد کی نسل کے ناقدین کے علمی کردار کو بحث کا موضوع بنایا۔[5]

مقالے کی ترتیب یوں ہے: دوسرے حصے میں قرینہ اور غیر اسنادی قرائن کی اصطلاحی حدود طے کی گئی ہیں اور ان کی اقسام بیان کی گئی ہیں؛ تیسرے حصے میں مختلف مکاتبِ نقد کا تقابل ہے؛ چوتھے حصے میں تنقید اور اس کے جوابی دلائل زیرِ بحث ہیں؛ پانچویں حصے میں چار تطبیقی نمونوں کا تجزیہ ہے؛ اور چھٹے حصے میں ایک مجوزہ منہجی ماڈل پیش کیا گیا ہے۔

---

[1] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)، مقدمہ، باب بیان ان الاسناد من الدین۔

[2] Ignaz Goldziher, *Muslim Studies*, trans. C. R. Barber and S. M. Stern, vol. 2 (London: George Allen & Unwin, 1971), chap. "On the Development of the Ḥadīth."

[3] صلاح الدین الادلبی، منہج نقد المتن عند علماء الحدیث النبوی (بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، 1983ء)، باب اول؛ اور محمد طاہر الجوابی، جہود المحدثین فی نقد متن الحدیث النبوی الشریف (تونس: مؤسسۃ عبد الکریم بن عبد اللہ، 1986ء)۔

[4] نور الدین عتر، منہج النقد فی علوم الحدیث (دمشق: دار الفکر، 1981ء)، باب نقد الراوی؛ اور محمود احمد غازی، محاضراتِ حدیث (لاہور: الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب، 2005ء)، خطبہ: علم الحدیث کا ارتقاء۔

[5] Eerik Dickinson, *The Development of Early Sunnite Ḥadīth Criticism: The Taqdima of Ibn Abī Ḥātim al-Rāzī (240/854–327/938)* (Leiden: Brill, 2001); and Scott C. Lucas, *Constructive Critics, Ḥadīth Literature, and the Articulation of Sunnī Islam: The Legacy of the Generation of Ibn Saʿd, Ibn Maʿīn, and Ibn Ḥanbal* (Leiden: Brill, 2004).

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

قرائن کا مفہوم اور غیر اسنادی قرائن کی اقسام

قرینہ کی اصطلاحی حیثیت

قرینہ لغت میں اس شے کو کہتے ہیں جو کسی دوسری شے کے ساتھ ملی ہو اور اس کی تعیین میں مدد دے، اور علمِ حدیث میں اس سے مراد وہ ضمنی دلیل ہے جو روایت یا راوی کے بارے میں ظاہری سند کی خبر سے آگے کا قرینہ فراہم کرے۔ ابن حجر نے معلل حدیث کے بحث میں یہ نکتہ بیان کیا کہ علت کا ادراک راوی کے تفرد، دوسرے راویوں کی مخالفت اور ان کے ساتھ ملنے والے قرائن کی مدد سے ہوتا ہے۔[6] ابن رجب کی تحقیق کے مطابق متقدم حفاظ تفرد اور مخالفت کے بارے میں حکم لگانے کے لیے مقررہ قاعدے کے بجائے ہر روایت کے قرائن کو دیکھتے تھے۔[7]

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ غیر اسنادی کی تعبیر مطلق نہیں بلکہ اضافی ہے۔ اس سے مراد وہ قرائن ہیں جو راوی کی صرف ظاہری سندی حیثیت (مثلاً اتصال کا بیان یا ثقہ کے طور پر شہرت) سے آگے جا کر اس کے سلوک، تاریخ، علمی کارکردگی یا روایت کے متن سے متعلق ہوں۔ بعض قرائن، جیسے راوی کی تاریخِ وفات کا موازنہ، سند سے براہِ راست متعلق ہیں، مگر چونکہ ان کی تحقیق راویوں کے بیانِ اتصال کے علاوہ خارجی تاریخ سے کی جاتی ہے، اس لیے انہیں اس مطالعے میں شامل کیا گیا ہے۔

غیر اسنادی قرائن کی چار اقسام

متقدم مصادر کے مطالعے سے غیر اسنادی قرائن کی چار بڑی اقسام سامنے آتی ہیں۔ پہلی قسم اخلاقی و سلوکی ہے، جس میں راوی کی عام زندگی، گفتگو کی صداقت اور دین داری کا مشاہدہ شامل ہے۔ امام مالک سے منقول ہے کہ علم چار قسم کے لوگوں سے نہ لیا جائے: بے وقوف، بدعتی، وہ شخص جو عام لوگوں کی گفتگو میں جھوٹ بولتا ہو خواہ حدیث میں نہ بولتا ہو، اور وہ نیک آدمی جو اپنی روایت کو نہ سمجھتا ہو۔[8] شعبہ کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی حدیث محض اس بنا پر چھوڑ دی کہ انہوں نے اسے ایک گھوڑے کو دوڑاتے دیکھا تھا، جو ان کے نزدیک سلوک کی کسی کمزوری کی علامت تھی۔[9] اس قسم کے قرائن پر یہ اعتراض بجا ہے کہ یہ ذاتی ذوق کی طرف جھک سکتے ہیں، اور اسی لیے دوسرے ناقدین نے ایسے بیانات کو عام ضابطہ نہیں بنایا۔

دوسری قسم تاریخی و جغرافیائی ہے، جس میں راوی کی تاریخِ ولادت و وفات، سفر اور شہر کی نسبت جیسے امور شامل ہیں۔ سفیان ثوری سے منقول ہے کہ جب راویوں نے جھوٹ کا سہارا لیا تو ہم نے ان کے مقابلے میں تاریخ کو استعمال کیا۔[10] یہ قرینہ اس وقت فیصلہ کن ہو جاتا ہے جب کوئی راوی ایسے شیخ سے سماع کا دعویٰ کرے جس کی وفات اس کی ولادت سے پہلے ہو چکی ہو۔ تیسری قسم علمی و ذہنی ہے، جو راوی کے ضبط کی پرکھ سے متعلق ہے؛ اس میں امتحانِ راوی، کتاب اور حافظے کا موازنہ اور وہ حالت شامل ہے کہ راوی تلقین قبول کر لیتا ہو۔ چوتھی قسم متنی ہے، جس میں روایت کا قرآن، متواتر سنت یا معلوم تاریخ سے تعارض، یا اس کے اسلوب کی بے ساختگی دیکھی جاتی ہے۔ ابن قیم نے المنار المنیف میں موضوع روایات کی پہچان کے لیے متنی علامات کی ایک طویل فہرست مرتب کی ہے، جس میں ثواب کی غیر معمولی مبالغہ آمیزی اور صریح عقل و مشاہدے سے تصادم جیسی علامات شامل ہیں۔[11]

---

[6] ابن حجر عسقلانی، نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، تحقیق نور الدین عتر (دمشق: مطبعۃ الصباح، 2000ء)، بحثِ معلل۔

[7] ابن رجب الحنبلی، شرح علل الترمذی، تحقیق ہمام عبد الرحیم سعید (الزرقاء: مکتبۃ المنار، 1987ء)، مبحثِ تفرد۔

[8] الخطیب البغدادی، الکفایۃ فی علم الروایۃ (حیدرآباد: دائرۃ المعارف العثمانیۃ، 1357ھ)، باب فی صفۃ من تقبل روایتہ۔

[9] ابن ابی حاتم الرازی، تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل (حیدرآباد: دائرۃ المعارف العثمانیۃ، 1952ء)، فصل: ذکر شعبہ۔

[10] الخطیب البغدادی، الکفایۃ فی علم الروایۃ (حیدرآباد: دائرۃ المعارف العثمانیۃ، 1357ھ)، مباحثِ تاریخِ رواۃ۔

[11] ابن قیم الجوزیۃ، المنار المنیف فی الصحیح والضعیف، تحقیق عبد الفتاح ابو غدہ (حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، 1970ء)، فصل: ضوابط معرفۃ الموضوع۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

متن اور سند کے باہمی تعلق کا سوال

متنی قرائن کا سند سے رشتہ ایک اہم سوال ہے، کیونکہ متقدمین نے متن کو سند سے جدا کر کے نہیں پرکھا۔ امام مسلم نے مقدمے میں منکر روایت کی پہچان کا جو معیار بیان کیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی راوی ایسے مضمون کے ساتھ آئے جو اہلِ علم اور حفاظ کی روایات سے ٹکراتا ہو یا ان کے موافق نہ ہو تو اس کی روایت قبول نہیں کی جاتی۔[12] یہ معیار بنیادی طور پر راوی اور متن کے باہمی موازنے پر قائم ہے۔ ابن حجر کی تعریف کے مطابق شاذ وہ روایت ہے جو کوئی مقبول راوی اپنے سے زیادہ قوی راوی کے خلاف بیان کرے۔[13] اس سے واضح ہوتا ہے کہ شذوذ اور نکارت کی شناخت دراصل راوی کے درجے اور متن کے موازنے کا مشترک نتیجہ ہے، اور انہیں مکمل طور پر الگ الگ خانوں میں رکھنا ممکن نہیں۔

حاکم نیساپوری نے معرفۃ علوم الحدیث میں علل کی معرفت کو حدیث کے اعلیٰ ترین علوم میں شمار کیا اور اس کا ذریعہ کثرتِ مذاکرہ، وسیع مطالعہ اور طویل مزاولت کو قرار دیا؛ ان کے مطابق یہ علم محض اسناد کو یاد کرنے سے حاصل نہیں ہوتا۔[14] اسی سلسلے میں تدلیس کی شناخت بھی قرائن پر منحصر رہی۔ شعبہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اعمش، ابو اسحاق اور قتادہ کی تدلیس کی نشاندہی کر کے لوگوں کو ان کی روایات کے بارے میں آگاہ کیا۔[15] اس نوعیت کے قرائن راوی کے عام طریقۂ روایت کے طویل مشاہدے سے حاصل ہوتے ہیں، اور اس لیے ان کا ماخذ کوئی ایک واقعہ نہیں بلکہ ناقد کی مسلسل علمی ممارست ہے۔

قسمِ قرینہ	مثال	نمائندہ ناقد	علمی نوعیت
اخلاقی و سلوکی	عام گفتگو میں جھوٹ، دین داری کا ظاہری معیار، بدعت	شعبہ، مالک	عدالت کی تائید یا تنقیص
تاریخی و جغرافیائی	تاریخِ وفات و ولادت، رحلہ، شہر کی نسبت	سفیان ثوری، ابن معین	سماع و لقاء کی جانچ
علمی و ذہنی	امتحانِ راوی، کتاب اور حافظہ، تلقین قبول کرنا	ابن معین، احمد، بخاری	ضبط کی پرکھ
متنی	قرآن، متواتر سنت اور معلوم تاریخ سے تعارض، اسلوب کی بے ساختگی	ابن حجر، ابن قیم	نکارت و علت کی نشاندہی

جدول 1: غیر اسنادی قرائن کی اقسام اور ان کی علمی نوعیت (مصنف کی اپنی تدوین)

---

12 مسلم، صحیح مسلم، مقدمہ۔

13 ابن حجر، نزہۃ النظر، بحثِ شاذ۔

14 الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، مبحثِ معرفۃ علل الحدیث۔

15 الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، مبحثِ تدلیس۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

متقدم محدثین کے مناہج کا تقابلی جائزہ

بصرہ و مدینہ کے ناقدین

بصرہ کے ناقدین، یعنی شعبہ بن الحجاج، یحییٰ بن سعید القطان اور عبد الرحمٰن بن مہدی کے ہاں تنقید کا انداز سخت گیری کے ساتھ ساتھ فنی باریک بینی کا حامل ہے۔ ابن مہدی کا یہ قول معروف ہے کہ حدیث کی معرفت الہام کا درجہ رکھتی ہے، اور ان کے نزدیک کسی حدیث کی علت کا جان لینا بیس نئی احادیث لکھنے سے زیادہ پسندیدہ تھا۔[16] اس قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان ناقدین کے ہاں علمی بصیرت میں ایک غیر ملفوظ پہلو بھی شامل تھا جسے ڈکنسن نے تقدمہ کے مطالعے میں متقدم دور کی **حدسی ماہریت** سے تعبیر کیا ہے۔[17] مدینہ میں امام مالک نے راوی کی عملی سیرت اور اہلیتِ علمی کو خاص اہمیت دی، جیسا کہ ان کے مذکورہ چار شرائط کے قول سے ظاہر ہے۔

یحییٰ بن معین کے اقوال میں مقید توثیق کی کثرت ہے، مثلاً کسی راوی کو فلاں شیخ سے روایت میں ثقہ کہنا، جو اس بات کی علامت ہے کہ ان کے ہاں راوی کا درجہ شیخ، شہر یا موضوع کے لحاظ سے بدل سکتا تھا۔[18] احمد بن حنبل کی العلل و معرفۃ الرجال میں بھی ایسے احکام ملتے ہیں جن میں وہ ایک ہی راوی کو ایک شیخ سے روایت میں مضبوط اور دوسرے سے کمزور قرار دیتے ہیں۔[19] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بغدادی ناقدین کے ہاں قرینہ راوی کو مطلق رد یا مطلق قبول کرنے کے بجائے اس کی روایات کی درجہ بندی کا ذریعہ تھا۔

بغداد کے ناقدین اور رے کا مکتب

بغداد میں احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی کے ہاں جمعِ طرق اور مقابلہ مرکزی طریقہ تھا۔ علی بن المدینی کا قول ہے کہ جب تک باب کے تمام طرق جمع نہ کیے جائیں اس کی خطا واضح نہیں ہوتی۔[20] اس طریقے میں غیر اسنادی قرینہ یہ ہے کہ راوی کی روایت کا دوسرے راویوں کے ساتھ تقابل کر کے اس کی ثقاہت یا وہم کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ رے کے مکتب، یعنی ابو حاتم اور ابو زرعہ کے ہاں علل میں بصیرت اور حدس کا عنصر نمایاں ہے، اور ابن ابی حاتم کی علل میں ان کے فیصلوں کی بڑی تعداد قرائن کی بنیاد پر ہے۔[21] ذہبی نے ناقدین کو شدت اور اعتدال کے اعتبار سے تین طبقوں، یعنی متشدد، معتدل اور متساہل میں تقسیم کیا، جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ قرائن کے استعمال میں مزاجی فرق نے بھی کردار ادا کیا۔[22]

بخاری اور مسلم کا اختلافِ منہج

غیر اسنادی قرائن کے باب میں بخاری اور مسلم کا اختلاف خاص اہمیت رکھتا ہے۔ عنعنہ کی صورت میں بخاری نے، جیسا کہ ان سے منسوب ہے، راوی اور شیخ کے مابین کم از کم ایک بار لقاء کے ثبوت کو شرط ٹھہرایا، جبکہ امام مسلم نے مقدمے میں اس شرط کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے معاصرت اور امکانِ لقاء پر اکتفا کیا بشرطیکہ راوی مدلس نہ ہو۔[23] بخاری کے ہاں لقاء کا ثبوت اکثر خارجی قرائن، مثلاً تاریخی روایت یا شاگرد کے تصریح سے ملتا تھا؛ اس طرح یہ اختلاف دراصل اس بات کا اختلاف ہے کہ غیر اسنادی

---

[16] ابن ابی حاتم الرازی، تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل (حیدرآباد: دائرۃ المعارف العثمانیۃ، 1952ء)، تقدمۃ المعرفۃ، باب معرفۃ العلل۔

[17] Dickinson, *Development of Early Sunnite Ḥadīth Criticism*, chap. on the early critics.

[18] یحییٰ بن معین، تاریخ ابن معین بروایۃ الدوری، مواضعِ متفرقہ۔

[19] احمد بن حنبل، العلل و معرفۃ الرجال، مواضعِ متفرقہ۔

[20] الخطیب البغدادی، الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع، تحقیق محمود الطحان (ریاض: مکتبۃ المعارف، 1983ء)، باب الحث علی جمع الطرق۔

[21] ابن ابی حاتم الرازی، تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل (حیدرآباد: دائرۃ المعارف العثمانیۃ، 1952ء)، مقدمہ۔

[22] شمس الدین الذہبی، ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل، مشمولہ اربع رسائل فی علوم الحدیث، تحقیق عبد الفتاح ابو غدہ (حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، 1990ء)۔

[23] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)، مقدمہ، باب صحۃ الاحتجاج بالحدیث المعنعن۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

قرینے کو کس درجے کی شرط بنایا جائے۔[24] امتحانِ راوی کی روایات، جیسے بغداد میں بخاری کے امتحان کا واقعہ جو خطیب نے نقل کیا، اگرچہ بعض اہلِ علم کے نزدیک روایتی طور پر محلِ بحث ہیں، تاہم اس مزاج کی نمایندگی ضرور کرتی ہیں کہ علمی کارکردگی بھی جانچ کا حصہ تھی۔[25]

ناقد / مکتب	بنیادی رجحان	غیر اسنادی قرائن پر زور	نمائندہ ماخذ
شعبہ، قطان، ابن مہدی (بصرہ)	سخت گیر، مگر دقیق	سلوک، حافظہ، علت کی فنی پرکھ	ابن ابی حاتم، تقدمہ
مالک (مدینہ)	اہلِ علم کی شخصی سیرت کا اعتبار	کذبِ عام، بدعت اور اہلیتِ علمی	خطیب، الکفایہ
احمد، ابن معین، ابن مدینی (بغداد)	جمعِ طرق اور مقابلہ	طرق کا تقابل، علت، تاریخ	خطیب، الکفایہ
بخاری	لقاء کی شرط کا اہتمام	سماع کے خارجی قرائن، امتحان	خطیب، تاریخ بغداد
مسلم	معاصرت اور امکانِ لقاء پر اکتفا	ظاہرِ اتصال اور عدمِ تدلیس	مقدمہ صحیح مسلم
ابو حاتم، ابو زرعہ (رے)	علل میں گہری بصیرت	حدس والہام کی حد تک فنی ذوق	ابن ابی حاتم، تقدمہ

جدول 2: متقدم محدثین کے مکاتبِ نقد کا تقابل (مصنف کی اپنی تدوین)

تنقید اور جوابی دلائل

تنقید کا مقدمہ

گولڈزیہر کی تنقید کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلم ناقدین نے سند کے رجال کی جانچ کو غالب رکھا اور متن کی تنقید، یعنی روایت کے مضمون کا تاریخی و عقلی جائزہ، ثانوی حیثیت میں رکھا۔[26] جوزف شاخت نے اس سے آگے بڑھ کر یہ استدلال کیا کہ اسانید خود بعد کے ادوار میں تشکیل پائیں، اس لیے رجال پر مبنی تنقید کی تاریخی قدر محدود ہے۔[27] اگر یہ نقطۂ نظر درست ہو تو غیر اسنادی قرائن کی بحث کی بنیاد ہی کمزور ہو جاتی ہے، کیونکہ متقدمین کا منہج اسناد کے سوا کوئی قابلِ ذکر پہلو نہ رکھتا۔

جوابی شواہد

اس تنقید کا پہلا جواب خود کلاسیکی مصادر سے ملتا ہے۔ ابن رجب اور ابن حجر دونوں کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ علل کی پہچان میں تفرد، مخالفت اور دیگر قرائن کا اعتبار بنیادی تھا۔[28] مزید یہ کہ ادلبی اور دمینی کی تحقیق کے مطابق متنی نقد کے ضوابط کی ایک طویل روایت ملتی ہے، جس میں قرآن سے تعارض، معلوم تاریخ سے ٹکراؤ اور

[24] ابن الصلاح، مقدمہ ابن الصلاح (علوم الحدیث)، تحقیق نور الدین عتر (دمشق: دار الفکر، 1986ء)، فصل المعنعن۔

[25] الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، تحقیق بشار عواد معروف (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 2001ء)، ترجمہ محمد بن اسماعیل البخاری۔

[26] Goldziher, *Muslim Studies*, vol. 2, chap. “On the Development of the Ḥadīth.”

[27] Joseph Schacht, *The Origins of Muhammadan Jurisprudence* (Oxford: Clarendon Press, 1950).

[28] ابن رجب الحنبلی، شرح علل الترمذی؛ اور ابن حجر عسقلانی، نزہۃ النظر۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

لفظی رکاکت جیسے معیار شامل ہیں۔[29] جوناتھن براؤن نے بھی اپنی تحقیق میں یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ حدیث کے ناقدین کا منہج محض اسناد کی ظاہری جانچ سے آگے جا کر ایک مرکب فیصلہ سازی پر مبنی تھا۔[30]

جدید مغربی تحقیق کا تبدیل ہوتا رجحان

مغربی تحقیق کے اندر بھی اس موضوع پر اب ایک مختلف رجحان ابھرا ہے۔ سکاٹ لوکس نے اپنی تحقیق میں یہ موقف پیش کیا ہے کہ ابن سعد، ابن معین اور ابن حنبل کی نسل کے ناقدین نے راویوں کے بارے میں فیصلے ایک عملی اور تعمیری علمی ذوق کے تحت کیے، اس لیے ان کے اقوال کو محض سند کی میکانکی جانچ سمجھنا درست نہیں۔[31] محمد مصطفیٰ اعظمی نے بھی اپنی تصنیف میں جرح و تعدیل کے ضوابط کو ابتدائی دور کی ایک سنجیدہ علمی روایت کے طور پر پیش کیا ہے۔[32] ان تحقیقات کی روشنی میں غیر اسنادی قرائن کا مطالعہ محض دفاعی نہیں بلکہ ایک مثبت علمی ضرورت بن جاتا ہے۔

اعتراض کا وزن اور حدود

اس کے باوجود گولڈزیہر کی تنقید کا یہ حصہ بے وزن نہیں کہ متنی نقد کا ایک حصہ متقدم دور میں فقہی اور کلامی مناظرات کے رنگ میں ڈھلا ہوا تھا، اور بعد کے مصنفین، مثلاً ابن الجوزی نے موضوعات میں بعض ایسے ضوابط برتے جو ذاتی عقلی تصورات پر مبنی تھے۔[33] اسی بنا پر جدید محققین، مثلاً الجوابی نے متقدم اور متاخر ناقدین کے طریقے میں فرق کی نشاندہی کی ہے۔[34] نتیجتاً ہمارا موقف یہ ہے کہ متقدمین کے ہاں متنی اور سیاقی قرائن کا وجود قطعی ہے، مگر ان کا استعمال مکتب بہ مکتب مختلف اور بعض اوقات غیر یکساں تھا، لہٰذا اسے ایک واحد منہج سمجھنا درست نہ ہوگا۔

تطبیقی مطالعات

تطبیقی مطالعے کے لیے ایسے چار نمونے منتخب کیے گئے ہیں جن میں چار مختلف اقسام قرائن نمایاں ہیں: اخلاقی (عکرمہ)، جغرافیائی (اسماعیل بن عیاش)، تاریخی و علمی (ابن لہیعہ) اور سیاقی و متنی (ثابت بن موسیٰ)۔ انتخاب کا معیار یہ رہا کہ ان راویوں کے بارے میں مستند مصادر میں ناقدین کے اقوال متعدد طرق سے محفوظ ہیں، اور ان کا مطالعہ تقابلی نتائج تک پہنچنے کا موقع دیتا ہے۔

عکرمہ مولیٰ ابن عباس: بدعت کے الزام کا قرینہ

عکرمہ مولیٰ ابن عباس کے بارے میں ناقدین کی آراء نہایت مختلف رہی ہیں؛ بعض تابعین سے ان پر خارجیت اور ابن عباس پر جھوٹ باندھنے کے الزامات منقول ہیں۔ ابن حجر نے ہدی الساری میں ان اقوال کو جمع کر کے ان کا جواب دیا اور بخاری کا یہ قول نقل کیا کہ ہمارے اصحاب میں کوئی ایسا نہیں جو عکرمہ سے احتجاج نہ کرتا ہو۔[35] یہاں غیر اسنادی قرینہ، یعنی عقیدے کی نسبت، دو طرح سے تولا گیا: ایک طرف الزام کی سند کا درجہ دیکھا گیا اور دوسری طرف یہ کہ آیا عکرمہ کی روایت میں اس عقیدے کی تائید پائی

---

[29] صلاح الدین الادلبی، منہج نقد المتن، باب اول؛ اور مسفر غرم اللہ الدمینی، مقاییس نقد متون السنۃ (ریاض، 1984ء)۔

[30] Jonathan A. C. Brown, "Critical Rigor vs. Juridical Pragmatism: How Legal Theorists and Hadith Scholars Approached the Backgrowth of Isnāds in the Genre of ʿIlal al-Ḥadīth," *Islamic Law and Society* 14, no. 1 (2007): 1–41, 1–41.

[31] Lucas, *Constructive Critics*, introduction.

[32] Muhammad Mustafa Azami, *Studies in Hadith Methodology and Literature* (Indianapolis: American Trust Publications, 1977), chap. on the science of criticism of transmitters.

[33] ابن الجوزی، الموضوعات، تحقیق عبد الرحمٰن محمد عثمان (مدینہ منورہ: المکتبۃ السلفیۃ، 1966ء)، مقدمہ۔

[34] محمد طاہر الجوابی، جہود المحدثین، باب ثانی۔

[35] ابن حجر عسقلانی، ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری (بیروت: دار المعرفۃ، 1379ھ)، فصل: ذکر عکرمہ۔

جاتی ہے۔ ناقدین کے نزدیک بدعت کا محض الزام راوی کے رد کا کافی سبب نہیں، جب تک کہ وہ داعیہ نہ ہو اور اس کی روایت اس کے مذہب کی تائید نہ کرے، جیسا کہ ابن الصلاح نے اس اصول کو بیان کیا۔[36] یہ مثال بتاتی ہے کہ اخلاقی قرینہ بھی ضابطے کے تابع تھا۔

اسماعیل بن عیاش: جغرافیائی تقیید

اسماعیل بن عیاش کے بارے میں ناقدین کا فیصلہ ان کی روایت کی سمت پر منحصر ہے۔ ان کی وہ روایات جو اہلِ شام سے ہیں قوی سمجھی گئیں اور جو دوسرے علاقوں کے شیوخ سے ہیں ان میں اضطراب پایا گیا؛ ابن حجر نے تقریب میں انہیں اپنے شہر والوں سے روایت میں صدوق اور دوسروں سے روایت میں مخلط قرار دیا۔[37] ذہبی نے میزان میں بھی اسی تفریق کی تصریح کی ہے۔[38] یہاں شہر کی نسبت ایک غیر اسنادی قرینہ ہے، جو راوی کے بارے میں مطلق حکم کے بجائے مقید حکم کی بنیاد بنتا ہے۔ یہی وہ اصول ہے جسے ہمارے مجوزہ ماڈل کے پانچویں مرحلے میں بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔

ابن لہیعہ: زمانی تقسیمِ سماع

عبد اللہ بن لہیعہ مصر کے قاضی اور بڑے عالم تھے، مگر 169ھ میں ان کی کتابیں جل جانے کے بعد ان کی روایات میں اضطراب پیدا ہوا۔ ذہبی نے میزان میں اس معاملے کو بیان کیا اور یہ اصول نقل کیا کہ ان سے قدیم سماع، جیسے ابن مبارک اور ابن وہب کی روایات، بعد کے سماع سے بہتر ہے۔[39] اس کیس میں قرینہ تاریخی اور کتابی ہے، یعنی کتابوں کا جلنا اور سماع کا وقت، اور فیصلہ اس طرح ہوا کہ راوی کی طبقات میں تقسیم کی گئی، نہ کہ اس پر ایک ہی حکم جاری ہوا۔ یہ طریقہ دکھاتا ہے کہ متقدمین نے قرینے کو راوی کو یکسر رد کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس کی روایات کی تفریق کے لیے استعمال کیا۔

ثابت بن موسیٰ اور حدیثِ 'من کثرت صلاتہ': سیاقی و متنی قرینہ

ابن ماجہ میں ایک روایت ہے کہ جو شخص رات کو نماز زیادہ پڑھے اس کا چہرہ دن کو خوب صورت ہو جاتا ہے۔[40] ابن عدی نے الکامل میں ثابت بن موسیٰ کے ترجمے میں اس روایت پر کلام کرتے ہوئے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ شریک بن عبد اللہ مجلس میں اس وقت آئے جب ثابت املا کرا رہے تھے، اور شریک نے محض ثابت کو دیکھ کر زبانی یہ جملہ کہہ دیا، جسے ثابت نے حدیث سمجھ کر اسی سند سے بیان کر دیا۔[41] ابن حبان نے بھی المجروحین میں اس طرح کی روایات کو وہم کی مثال کے طور پر ذکر کیا ہے۔[42] یہاں فیصلہ ظاہر سند پر نہیں بلکہ مجلس کے سیاق اور راوی کے وہم کے قرینے پر ہوا، جس کی تائید متن کی اس غیر معمولی بے ساختگی سے بھی ہوتی ہے کہ وہ بظاہر ایک بلیغ کلام ہے جسے حدیث کے اسلوب سے مختلف سمجھا گیا۔ اس مثال کا درس یہ ہے کہ سیاقی قرائن بعض اوقات ثقہ نظر آنے والی سند کی علت کو بھی ظاہر کر دیتے ہیں۔

راوی / روایت	غیر اسنادی قرینہ	ناقدین کا موقف	نتیجہ	قرینے کی نوعیت
عکرمہ مولیٰ ابن عباس	بدعت (خارجیت) کا الزام	بخاری نے احتجاج کیا، بعض نے تنقید کی	تعدیل مع توضیح	اخلاقی و سلوکی
اسماعیل بن عیاش	شہر کی نسبت (شامی / غیر شامی)	شامیوں سے قوی، غیر شامیوں سے ضعیف	جرح مقید	جغرافیائی

[36] ابن الصلاح، مقدمہ، نوع روایۃ المبتدع۔

[37] ابن حجر عسقلانی، تقریب التہذیب، تحقیق محمد عوامہ (حلب: دار الرشید، 1986ء)، ترجمہ اسماعیل بن عیاش۔

[38] شمس الدین الذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، تحقیق علی محمد البجاوی (بیروت: دار المعرفۃ، 1963ء)، ترجمہ اسماعیل بن عیاش۔

[39] شمس الدین الذہبی، میزان الاعتدال، ترجمہ عبد اللہ بن لہیعہ۔

[40] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی (قاہرہ: دار احیاء الکتب العربیۃ، 1952ء)، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب ماجاء فی قیام اللیل۔

[41] ابن عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال، تحقیق عادل احمد عبد الموجود (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1997ء)، ترجمہ ثابت بن موسیٰ الزاہد۔

[42] ابن حبان البستی، کتاب المجروحین، تحقیق محمود ابراہیم زاید (حلب: دار الوعی، 1976ء)۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.2 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

راوی / روایت	غیر اسنادی قرینہ	ناقدین کا موقف	نتیجہ	قرینے کی نوعیت
ابن لہیعہ	کتابوں کا جلنا (169ھ) اور زمانۂ سماع	قدیم سماع بہتر	تفریقِ طبقاتِ سماع	تاریخی و علمی
ثابت بن موسیٰ، 'من کثرت صلاتہ'	مجلسِ تحدیث کا واقعہ، وہم	راوی کو مجروح قرار دیا گیا	روایت معلول	متنی و سیاقی

جدول 3: منتخب چار تطبیقی نمونوں کا تقابلی خلاصہ (مصنف کی اپنی تدوین)

ان چاروں نمونوں کا مشترک نکتہ یہ ہے کہ ناقدین نے کسی بھی قرینے کو مطلق حکم کی بنیاد نہیں بنایا۔ عکرمہ کے کیس میں بدعت کا الزام اس لیے فیصلہ کن نہ بن سکا کہ اس کا ثبوت اور روایت پر اس کا اثر دونوں کمزور تھے، جیسا کہ ابن الصلاح کے اصول سے ظاہر ہے؛[43] اسماعیل بن عیاش اور ابن لہیعہ کے کیسوں میں قرینے نے شہروں اور طبقاتِ سماع کی تفریق پیدا کی؛ اور ثابت بن موسیٰ کے کیس میں سیاقی قرینہ ظاہرِ سند پر غالب آیا۔ البتہ ناقدین کے مابین اختلاف کی صورت میں، جیسے عکرمہ کے بارے میں، قرائن کا باہمی تعارض ہوتا ہے، اور بعد کے محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر ناقد کے مزاج اور شرائط کو ملحوظ رکھے، جیسا کہ ذہبی کی طبقہ بندی میں مذکور ہے۔[44]

مجوزہ منہجی ماڈل

گذشتہ تجزیے سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ غیر اسنادی قرائن کا استعمال اس وقت قابلِ اعتماد ہوتا ہے جب وہ مرحلہ وار اور ضابطے کے ساتھ ہو۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر ہم پانچ مراحل پر مشتمل ماڈل تجویز کرتے ہیں۔ پہلے مرحلے میں قرینے کی نوعیت کا تعین ہوگا؛ دوسرے مرحلے میں خود قرینے کی صحت پرکھی جائے گی، کیونکہ ایک غیر ثابت شدہ قرینہ بذاتِ خود وہم کا ذریعہ بن سکتا ہے؛ تیسرے مرحلے میں جمعِ طرق اور دیگر رواۃ سے مقابلہ ہوگا، جیسا کہ علی بن المدینی کے قول میں مذکور ہے؛ چوتھے مرحلے میں قرینے کی قوت کا ظاہرِ سند سے موازنہ ہوگا؛ اور پانچویں مرحلے میں حکم مقید صورت میں جاری ہوگا، جیسا کہ اسماعیل بن عیاش اور ابن لہیعہ کے کیسوں میں نظر آیا۔

پہلا مرحلہ: قرینے کی نوعیت کا تعین (اخلاقی، تاریخی، علمی یا متنی)

▼

دوسرا مرحلہ: خود قرینے کے ثبوت کی تحقیق، یعنی کیا یہ قرینہ قابلِ اعتماد ماخذ سے ثابت ہے؟

▼

تیسرا مرحلہ: جمعِ طرق اور دیگر رواۃ کی روایات سے مقابلہ

▼

چوتھا مرحلہ: قرینے کی قوت کا ظاہرِ سند سے موازنہ اور باہمی تائید کی جانچ

▼

پانچواں مرحلہ: مقید حکم کا اجراء، یعنی راوی کے فلاں شیخ، شہر یا زمانے کے لحاظ سے جرح یا تعدیل

تصویر 1: غیر اسنادی قرائن کے تنقیدی استعمال کا پانچ مرحلہ جاتی ماڈل (مصنف کی اپنی تدوین)

---

[43] ابن الصلاح، مقدمہ، نوع روایۃ المبتدع۔

[44] ذہبی، ذکر من یعتمد قولہ۔

عملی اطلاق کے ضمن میں تین ہدایات اہم ہیں۔ اول، قرینے کی نقل کا معیار وہی ہو گا جو خود روایت کا ہوتا ہے، یعنی اگر کسی راوی پر الزام کی خبر ہی غیر ثابت ہو تو وہ جرح کی بنیاد نہیں بن سکتی؛ یہ اس لیے ضروری ہے کہ تاریخی اخبار میں بھی مختلف درجات کی روایات ملتی ہیں، جیسا کہ تاریخ بغداد کے مطالعے سے ظاہر ہے۔[45] دوم، متنی قرینے کا اطلاق اس وقت ہو جب قرینہ قطعی ہو، جیسے قرآن یا متواتر سنت سے صریح تعارض، نہ کہ محض ذاتی استبعاد؛ ابن قیم کے ضوابط میں بھی ہر علامت کو یکساں قطعی حیثیت حاصل نہیں۔[46] سوم، متاخرین کو متقدمین کے احکام کی مراجعت لازم ہے، کیونکہ علل کے باب میں ابن رجب کے نزدیک متقدم حفاظ کا فہم متاخرین کے مقابلے میں مقدّم ہے۔[47]

اس ماڈل کی خوبی یہ ہے کہ وہ متقدمین کے اصولوں کی روح کے مطابق ہے اور جدید علمی ضرورت کو بھی ملحوظ رکھتا ہے؛ اس کی حد یہ ہے کہ بعض قرائن، خصوصاً اخلاقی قرائن، میں ذاتی ذوق کا دخل ممکن ہے، اس لیے ان کے ثبوت کا معیار سخت رکھنا لازم ہے۔

خلاصہ بحث

اس مقالے کے تجزیے سے یہ نتائج سامنے آئے۔ اول، متقدم محدثین کا منہج صرف رجال کی ظاہری جانچ تک محدود نہیں تھا بلکہ اس میں اخلاقی، تاریخی، علمی اور متنی قرائن کی ایک منظم پرت شامل تھی۔ دوم، مختلف مکاتب میں ان قرائن کے استعمال کا انداز اور درجہ مختلف رہا، جیسا کہ بخاری و مسلم کے اختلاف اور بصرہ و بغداد کے ناقدین کے طریقوں سے ظاہر ہے۔ سوم، گولڈ زیہر کی تنقید جزوی طور پر درست ہے، کیونکہ بعض متاخر ضوابط ذاتی عقلی تصورات سے متاثر تھے، مگر اسے پورے متقدم منہج پر منطبق کرنا درست نہیں۔ چہارم، چار تطبیقی نمونے اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ قرینے کا بہترین استعمال وہ ہے جو مقید حکم کی صورت میں ہو۔ آخر میں مقالہ پانچ مرحلہ جاتی ماڈل پیش کرتا ہے جو آئندہ تحقیق میں دیگر رواۃ پر اطلاق کی بنیاد فراہم کر سکتا ہے۔

کتابیات (Bibliography)

اردو و عربی مصادر

ابن ابی حاتم الرازی۔ تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل۔ حیدرآباد: دائرۃ المعارف العثمانیۃ، 1952ء۔

ابن الجوزی۔ الموضوعات۔ تحقیق عبد الرحمٰن محمد عثمان۔ مدینہ منورہ: المکتبۃ السلفیۃ، 1966ء۔

ابن الصلاح۔ مقدمہ ابن الصلاح (علوم الحدیث)۔ تحقیق نور الدین عتر۔ دمشق: دار الفکر، 1986ء۔

ابن حبان البستی۔ کتاب المجروحین۔ تحقیق محمود ابراہیم زاید۔ حلب: دار الوعی، 1976ء۔

ابن حجر عسقلانی۔ ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1379ھ۔

ابن حجر عسقلانی۔ تقریب التہذیب۔ تحقیق محمد عوامہ۔ حلب: دار الرشید، 1986ء۔

ابن حجر عسقلانی۔ نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر۔ تحقیق نور الدین عتر۔ دمشق: مطبعۃ الصباح، 2000ء۔

ابن رجب الحنبلی۔ شرح علل الترمذی۔ تحقیق ہمام عبد الرحیم سعید۔ الزرقاء: مکتبۃ المنار، 1987ء۔

ابن عدی۔ الکامل فی ضعفاء الرجال۔ تحقیق عادل احمد عبد الموجود۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1997ء۔

ابن قیم الجوزیۃ۔ المنار المنیف فی الصحیح والضعیف۔ تحقیق عبد الفتاح ابو غدہ۔ حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، 1970ء۔

ابن ماجہ۔ سنن ابن ماجہ۔ تحقیق محمد فؤاد عبد الباقی۔ قاہرہ: دار احیاء الکتب العربیۃ، 1952ء۔

الادلبی، صلاح الدین۔ منہج نقد المتن عند علماء الحدیث النبوی۔ بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، 1983ء۔

الجوابی، محمد طاہر۔ جہود المحدثین فی نقد متن الحدیث النبوی الشریف۔ تونس: مؤسسۃ عبد الکریم بن عبد اللہ، 1986ء۔

الخطیب البغدادی۔ الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع۔ تحقیق محمود الطحان۔ ریاض: مکتبۃ المعارف، 1983ء۔

---

[45] خطیب، تاریخ بغداد، مقدمۃ المحقق۔

[46] ابن قیم، المنار المنیف، فصل: ضوابط معرفۃ الموضوع۔

[47] ابن رجب، شرح علل الترمذی، مقدمہ۔

الخطیب البغدادی۔ الکفایۃ فی علم الروایۃ۔ حیدرآباد: دائرۃ المعارف العثمانیۃ، 1357ھ۔
الخطیب البغدادی۔ تاریخ بغداد۔ تحقیق بشار عواد معروف۔ بیروت: دار الغرب الاسلامی، 2001ء۔
الدمینی، مسفر غرم اللہ۔ مقاییس نقد متون السنۃ۔ ریاض، 1984ء۔
الذہبی، شمس الدین۔ ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل۔ مشمولہ اربع رسائل فی علوم الحدیث۔ تحقیق عبد الفتاح ابو غدہ۔ حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، 1990ء۔
الذہبی، شمس الدین۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔ تحقیق علی محمد البجاوی۔ بیروت: دار المعرفۃ، 1963ء۔
احمد بن حنبل۔ العلل و معرفۃ الرجال بروایۃ ابنہ عبد اللہ۔ تحقیق وصی اللہ عباس۔ بیروت: المکتب الاسلامی، 1988ء۔
یحییٰ بن معین۔ تاریخ ابن معین بروایۃ الدوری۔ تحقیق احمد محمد نور سیف۔ مکہ مکرمہ: مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی، 1979ء۔
الحاکم النیسابوری۔ معرفۃ علوم الحدیث۔ تحقیق معظم حسین۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1977ء۔
عتر، نور الدین۔ منہج النقد فی علوم الحدیث۔ دمشق: دار الفکر، 1981ء۔
غازی، محمود احمد۔ محاضراتِ حدیث۔ لاہور: الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب، 2005ء۔
مسلم بن الحجاج۔ صحیح مسلم۔ تحقیق محمد فواد عبد الباقی۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن۔

English Sources

Azami, Muhammad Mustafa. *Studies in Hadith Methodology and Literature*. Indianapolis: American Trust Publications, 1977.

Brown, Jonathan A. C. “Critical Rigor vs. Juridical Pragmatism: How Legal Theorists and Hadith Scholars Approached the Backgrowth of Isnāds in the Genre of ʿIlal al-Ḥadīth.” *Islamic Law and Society* 14, no. 1 (2007): 1–41.

Dickinson, Eerik. *The Development of Early Sunnite Ḥadīth Criticism: The Taqdima of Ibn Abī Ḥātim al-Rāzī (240/854–327/938)*. Leiden: Brill, 2001.

Goldziher, Ignaz. *Muslim Studies*. Translated by C. R. Barber and S. M. Stern. Vol. 2. London: George Allen & Unwin, 1971.

Lucas, Scott C. *Constructive Critics, Ḥadīth Literature, and the Articulation of Sunnī Islam: The Legacy of the Generation of Ibn Saʿd, Ibn Maʿīn, and Ibn Ḥanbal*. Leiden: Brill, 2004.

Schacht, Joseph. *The Origins of Muhammadan Jurisprudence*. Oxford: Clarendon Press, 1950.